نماز اخلاص

(از جناب مولانا عبد اللہ العمادی)

إِنَّ صَلَوٰتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَ
أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔

(۰)

جد مرحوم نے بچپن میں شیخ شرف الدین بخاری کا منظومہ فقہیہ مجھے یاد کرایا تھا جس کی ابتدا نام حق
سے تھی، پنجاب کی متعدد مسجدوں کے پیشطاق پر میں نے اس کی یہ بیت ثبت دیکھی:۔

روز محشر کہ جاں گداز بود — اولیں پرسش نماز بود

یہ مقالہ کہ اسی نماز اور اس کی پرسش سے تعلق رکھتا ہے، علم صدق اس کی تہذیب میں مدتوں
تعلل کرتا رہا، حتیٰ کہ عمل صدق کی توفیق نے مہذب فرمایا، و باللہ التوفیق۔

بہ ہر کارے کہ ہمت می گماری — نصرت از حق جو
کہ بر گنجشک دام افگندم — و صید ہما کردم

(۱)

اسلام کا بیان پیغمبر اسلام کی زبان سے | اسلام کیا ہے؟ علماء حق نے مختلف حیثیتوں سے اس کی تعریف وتحدید کی ہے۔
آئیے اس باب میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کریں، سنن ابی داؤد میں طلحہ بن عبد اللہ سے روایت ہے
جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اھل نجد یسمع دوی صوتہ ولا یفقہ ما نقول حتی دنا فاذا ھو یسأل — کی جناب میں نجد کا

عن الاسلام، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس صلوٰت فی الیوم واللیلۃ قال ھل علیّ غیرھنّ، قال لا، الا ان تطوّع، قال وذکر لہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صیام شھر رمضان قال ھل علیّ غیرہ قال لا، الا ان تطوع وذکر لہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقۃ، قال فھل علیّ غیرھا قال لا، الّا ان تطوّع، فادبر الرجل وھو یقول واللہ لا ازید علی ھذا ولا انقص، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلح ان صدق۔

ایک شخص حاضر ہوا، اس کی آواز کی گونج تو سنائی دیتی تھی مگر سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے، قریب آیا تو اسلام کے متعلق پوچھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ دن رات میں پانچ نمازیں ادا کی جائیں، عرض کی ان کے علاوہ کوئی اور نماز بھی مجھ پر لازم ہوگی؟ فرمایا، نہیں، بجز اس کے کہ تم خود سے نفل ادا کرو، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کے روزے یاد دلائے پھر عرض کی: ان کے سوا کچھ اور روزے بھی ہیں؟ فرمایا: نہیں، بجز اس کے کہ نفل ادا کرو، آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زکوٰۃ یاد دلائی تو پھر عرض کی: اس کے علاوہ کچھ اور؟ فرمایا: نہیں، بجز اس کے کہ نفل ادا کرو، آخر وہ شخص یہ کہتا ہوا واپس چلا کہ اللہ کی قسم، میں نہ تو اس پر کچھ بڑھاؤں گا نہ اس میں کمی کروں گا، اس پر آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سچ کہا تو فلاح پائی۔

اس میں پہلا درجہ صلوٰۃ کا ہے: اور سب اس کے بعد ہیں۔

فرائض کی حفاظت

وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمسٌ من جاء بھنّ مع ایمانٍ دخل الجنۃ من حافظ علی الصلوات الخمس علی وضوئھنّ

ابو درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب الٰہی میں ایمان کے ساتھ جو کوئی ان پانچ کو لے کے آیا بہشت میں در آیا۔ وہ جس نے نماز پنجگانہ کی حفاظت لازم رکھی، وضو میں ان

وركوعهن وسجودهن ومواقيتهن و	رکوع میں بھی سجدہ میں بھی، اور اوقات صلوٰۃ میں بھی
صيام رمضان، وحج البيت ان استطاع	وہ جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ وہ جس نے استطاعت
اليه سبيلا، واعطى الزكاة طيبة بها	رکھتے ہوئے بیت اللہ کا حج کیا وہ جس نے خوش دلی سے
نفسه، وادى الامانة۔	زکوٰۃ دی۔ وہ جس نے امانت ادا کی۔
قالوا يا ابا الدرداء وما الامانة؟ قال	لوگوں نے ابوالدرداء سے پوچھا کہ اداے امانت سے
الغسل من الجنابة۔	کیا مراد ہے، جواب دیا کہ غسل جنابت

ابوقتادہ بن ربعی سے سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے:۔

حفظ صلوٰۃ | انی فرضت علی امتك خمس	اے پیغمبر میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کی
صلوات وعهدت عندى عهدا انه	ہیں اور عہد کیا ہے کہ جس نے ٹھیک وقت پر ان
من جاء يحافظ عليهن لوقتهن ادخلته	کی حفاظت کی، میں نے اس کو بہشت میں داخل کر لیا
الجنة، ومن لم يحافظ عليهن فلا	لیکن جس نے حفاظت نہ کی تو میری جناب میں اس کے
عهد له عندى۔	لیے کوئی عہد نہیں۔

عبادہ بن صامت کی حدیث میں اس کی زیادہ تشریح ہے، کہتے ہیں:۔

اللہ کا عہد | سمعت رسول الله صلى الله عليه	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے
وسلم يقول خمس الصلوات افترضهن	سنا کہ اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جس نے ان کے
الله عز وجل من احسن وضوءهن	لیے بخوبی وضو کیا، ٹھیک وقت پر نماز پڑھی، پورے
وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن	پورے رکوع لیئے اور خشوع کا حق ادا کیا، تو اللہ پر اس کا
وخشوعهن كان له على الله عهد ان يغفر له	عہد ہے کہ اللہ اس کو بخش دے گا۔

معلوم ہوا کہ نماز کی پہلی شرط رجوع الی اللہ و تعدیل ارکان و حفظ اوقات ہے، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

نماز میں کب تاخیر کریں سمعتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لا یصلّی بحضرۃ الطعام ولا وھو یدافعہ الاخبثان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کھانا آگیا ہو تو نماز شروع نہ کرنی چاہیے اور بول و براز کی حاجت ہو تو پہلے اس سے فراغت کر لینی چاہیے۔

یعنی حضورِ قلب میں جو موانع حائل ہوسکیں پہلے ان سب سے یکسوئی کر لیجیے پھر نماز پڑھیے۔

منافقوں کی نماز جلدی جلدی نماز پڑھنے کی انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو "تلک صلوۃ المنافقین" فرمایا ہے (یہ منافقوں کی نماز) تین مرتبہ اسی کی تکرار کی ہے اور پھر فرمایا ہے :-

یجلس احدھم حتّٰی اذا اصفرت الشمس فکانت بین قرنی الشیطان، او علی قرنی الشیطان، قام فنقر اربعًا لایذکر اللّٰہ عزوجل فیھا الّا قلیلاً۔

ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے، جب آفتاب زرد ہو کے شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان چلا گیا، یا شیطان کے دونوں سینگوں کے اوپر آگیا، تو وہ شخص اٹھا اور چار چونچ ماری جن میں بہت کم اللہ کو یاد کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر نماز عصر کے موقع پر یہ فرمایا تھا۔ راوی کو ٹھیک یاد نہ رہا کہ آنحضرت سلام اللہ علیہ نے غروب کے وقت قریب یہ فرمایا تھا کہ آفتاب شیطان کے دونوں سینگوں کے بیچ میں آگیا' یا یہ ارشاد ہوا تھا کہ دونوں سینگوں کے اوپر آگیا' بہرحال جو کچھ بھی ہو، اس کے متعدد معنے بیان ہوئے ہیں جن میں سے ایک معنی ہم مرقاۃ الصعود' (شرح سنن ابی داود) سے نقل کرتے ہیں :-

شیطان کے سینگ وقیل انه تمثیل وتشبیه وذلك ان تاخیر الصلوٰۃ انما هو تسویل الشیطان لهم وتسویفه وذوات القرون انما تعالج الاشیاء وتدفعها بقرونها، فكانهم لما دافعوا الصلوٰۃ واخروها عن اوقاتها بتسویل الشیطان لهم حتی اصفرت الشمس صار ذلك منه بمنزلة ما يعالجه ذوات القرون بقرونها وتدفعه بادونها۔

کہا جاتا ہے کہ شیطان کے سینگ سے تمثیل وتشبیہ مقصود ہے، ظاہر ہے کہ شیطان کے وسوسہ اور دیر کرانے سے نماز میں تاخیر ہوئی، سینگ والے جانوروں کی عادت ہے اپنے سینگوں سے چیزوں کو ہٹاتے اور دفع کرتے ہیں، گویا جن لوگوں نے نماز کو وقت سے ہٹاکے پڑھا اور شیطان کے بہکانے سے اتنی تاخیر کی کہ آفتاب کا رنگ زرد ہوکر قریب بہ غروب آگیا، تو اس کی مثال بمنزلہ ان سینگ والے چارپایوں کے ہے جن کے سینگ میں کوئی چیز پھنس جائے اور وہ اس کو ہٹا ہٹاکر دفع کرتے ہیں۔

وہ نماز جس میں افراط وتفریط نہ ہو اسلام نے وسط کے درجہ کو بہترین قرار دیا ہے، عبادت میں کمی تو معیب ہی ہے زیادتی بھی پسندیدہ نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم الخندق: حبسونا عن الصلوٰۃ الوسطی الصلوٰۃ العصر ملأ اللہ بیوتهم و قبورهم نارا۔

غزوہ خندق کے دن کفار سے مقابلہ کی مشغولیت اتنی تھی کہ نماز عصر میں بہت ہی دیر ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں نے ہم کو نماز وسطیٰ نماز عصر سے روکے رکھا، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھردے۔

ظاہر ہے کہ یہاں نماز وسطیٰ سے نماز عصر مراد نہیں، نماز عصر آخر وقت میں سہی، ادا تو ہوگئی، ابوہریرہ رض کی حدیث میں ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ادرك من العصر ركعة قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك، ومن ادرك من الفجر ركعة قبل ان تطلع الشمس فقد ادرك

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج ڈوبنے سے پہلے جس نے عصر کی ایک رکعت نماز پالی تو اس نے نماز پالی اور سورج نکلنے سے پہلے جس نے فجر کی ایک رکعت نماز پالی تو اس نے نماز پالی۔

یہاں نمازِ وسطیٰ سے ایسی نماز مراد ہے جس کے لیے اتنا کافی وقت ہو کہ پورے خشوع وخضوع وتعدیل سے ادا کی جاسکے۔

اگرچہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نماز عصر ہی کو نماز وسطیٰ کہتے تھے اور فرماتے تھے۔

شان نزول وسطیٰ

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الظهر بالهاجرة ولم يكن يصلي صلوٰة اشد على اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منها فنزلت حافظوا على الصلوٰت والصلوٰة الوسطىٰ وقال ان قبلها صلاتين و بعدها صلاتين۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال آفتاب کے بعد شدید حرارت وتمازت کے وقت ظہر کی نماز ادا فرماتے تھے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے زیادہ سخت اور کوئی نماز نہ تھی تب یہ آیۃ نازل ہوئی کہ "نمازوں کی اور نماز وسطیٰ کی حفاظت کرو" زید بن ثابت نے بیان کیا کہ نماز عصر سے قبل بھی دو نمازیں ہیں اور اس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں۔

(چاروں کے بیچ میں پانچویں نماز عصر ہے اور وہی درمیانی نماز یعنی وسطیٰ ہے)۔

محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا۔ بہرحال یہ بحث اپنے مقام پر آئے گی۔

(۲)

(۲)

ایمان بالغیب کے بعد قرآن کریم کی سب سے پہلی تعلیم اقامت صلاۃ ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ صلاۃ کے احکام و اقسام کیا ہیں اور کیوں ہیں؟ پیش نظر صرف وہ خصوصیات ہیں جن پر کلام اللہ وحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بار بار زور دیا گیا ہے۔

اس ذیل میں متعدد امور بحث طلب ہیں:۔

صلاۃ | ادبیات عرب میں صلاۃ کسے کہتے ہیں؟

کلام جاہلیت میں یہ لفظ دعا کے لیے استعمال ہوتا تھا، اعشیٰ کا قول ہے:۔

لہا حارس لا یبرح الدھر بیتھا　　　وان ذبحت صلی علیھا وزمزما

(صلی علیھا، یعنی بذلک دعا لھا، اس کے لیے دعا کی)

ایک اور جاہلی شاعر کا شعر ہے:۔

وقابلھا الریح فی دنّہا　　　وصلی علی دنہا وارتسم

یہاں بھی دعا ہی کے معنی ہیں۔

ایک اور قصیدہ میں ہے۔

علیک مثل الذی صلیت فاغتمضی　　　عیناً، فان لجنب المرء مضطجعا

صلاۃ کے دوسرے معنی لزوم کے تھے۔ جاہلیت کی ایک نظم کا یہ شعر مشہور ہے۔

لم اکن من جناتھا علم اللہ　　　وانی بحرھا الیوم صالی

یہاں صالی کے معنی لزوم رکھنے والے کے ہیں۔

کسی شخص کے پیرو کو بھی مصلی کہتے تھے، اور اس پیروی و اتباع کا نام صلاۃ تھا اصل میں مصلی کا لفظ گھوڑے کے لیے موضوع تھا جو کسی دوسرے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلتا ہو بعد کو تخصیص جاتی رہی، معنی میں تعمیم آگئی اور ہر قسم کی پیروی کو صلاۃ اور پیرو کو مصلی کہنے لگے

یہ تو صلاۃ کے عام معنی ہوئے لیکن مشرکین عرب میں صلاۃ کا ایک خاص طریقہ تھا جس کی تشریح قرآن کریم نے کی ہے، سورہ انفال میں ہے۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ۔ — خانہ کعبہ کے پاس ان کی نماز کیا تھی؟ تالی بجانی اور سیٹی دینی، تم جو کفر کیا کرتے تھے اب اسکے بدلے عذاب کا مزہ چکھو۔

روایات و آثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، ایک روایت میں ہے:۔

ماکان صلاتھم التی یزعمون انھا یدرء بھا عنھم الامکاء و تصدیۃ۔[۱] — صلاۃ جس کی نسبت مشرکین عرب کا زعم تھا کہ یہی عبادت ان پر سے بار گناہ ہٹا دیگی وہ صرف تالیاں اور سیٹیاں بجانا تھی۔

اسلام نے اس غیر مہذب طریقے کی اصلاح کی، اس کو مذموم بتایا، صلاۃ کی ایک خاص ہیأت مقرر کردی ~~ومرایسی مقرر کردی~~ اور ایسی مقرر کردی جو انسان کے اخلاق ملکوتی کا بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔

یہودیوں اور نصرانیوں میں بھی صلاۃ کا رواج تھا۔ ایرانیوں میں بھی مُغوں، موبدوں اور بادشاہوں کی تعظیم کو "نماز" کہتے تھے، مگر یہ خاص طریق خشوع کہیں نہ تھا۔ اور عبودیت الٰہی کی حقیقت سے کسی کو واقفیت نہ تھی۔ یہ خصوصیت اسلام کی ہے وہ خود صلاۃ کے تذکرہ میں اس پر زور دیتا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔ — اللہ کو اس طریق پر یاد کرو جس کی خدا نے تمہیں تعلیم دی ہے اور جس سے پہلے تم نا واقف تھے۔

ذکر یعنی اللہ کی یاد سے کلام اللہ میں جا بجا نماز مراد ہے۔

سجدہ | صلاۃ کا جزو اعظم سجدہ ہے، جس کے اصلی معنی اہل لغت نے کمال اطاعت و انقیاد اور خضوع کے لکھے ہیں، کلام عرب میں بھی یہی معنی متبادر تھے، ایک مشہور مصرع ہے۔

تَرَى الْأُكْمَ فِيهَا سُجَّدًا لِلْحَوَافِرِ

[۱] ج ۱۰ ابو جعفر قال حدثنا ابن حمید قال حدثنا سلمۃ عن ابن اسحق، وماکان صلاتھم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ، قال ماکان صلاتھم الخ

گھوڑے کی سرعت رفتار کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ۔
اس کے سموں کی مطیع نظر آتی تھیں ۔

قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں، مثلاً۔ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۔ كُلٌّ لَهُ يَسْجُدُونَ ۔ ونحوہا ۔

امام رازی سجدہ کے لغوی و اصطلاحی معانی کی نسبت لکھتے ہیں ۔

ان السجود لا شك انه فی عرف الشرع عبارة عن وضع الجبهة علی الارض فوجب ان یکون فی اصل اللغة کذلك لان الاصل عدم التغیر [1]

کوئی شک نہیں کہ شریعت میں سجدہ کے معنی زمین پر پیشانی رکھنے کے ہیں۔ اس سے ضروری ہے کہ اصل لغت میں بھی یہی معنی ہوں کیونکہ اصل الاصول یہی ہے کہ معنی بدل نہ جائیں ۔

ہم تسلیم کرتے ہیں مصطلحات میں لغوی معنی کی کچھ نہ کچھ مناسبت ضرور ملحوظ رہنی چاہیے مگر سجدہ کی شرعی اصطلاح میں یہ مناسبت مقصود نہیں ہے۔ صلاۃ میں جس انداز سے سجدہ کرتے ہیں، اس سے زیادہ فروتنی و تذلل کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے؟ علم اللسان کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اصل لغت کے لحاظ سے اصطلاح میں کیا کچھ تبدیلیاں نہیں ہو جاتی ہیں؟ رکوع کے معنی صرف جھکنے کے تھے، اصطلاح نے ایک خاص قسم کے جھکنے کی تخصیص کر دی۔ صلاۃ صرف دعا کو کہتے تھے، اصطلاح نے ایک مخصوص انداز دعا کا نام صلاۃ رکھ دیا۔ جہاد کا لفظ محض سعی و کوشش کے لیے موضوع تھا، اصطلاح نے اس میں ایک تخصیص سعی کی شان پیدا کر دی وقس علی هذا القیاس۔ عجیب بات یہ ہے کہ خود امام رازی نے وادخلوا الباب سجداً کی تفسیر میں سجدہ کے معنی تواضع ہی کے لیے ہیں اور فقط اس قدر معذرت کہہ کر کافی سمجھا ہے کہ سجدہ کے شرعی معنی یہاں درست نہیں اترتے۔ [1]

[1] رازی تفسیر سورہ یوسف،

(۳)

اقامت صلاۃ | قران کریم میں صلاۃ کا لفظ جہاں کہیں آیا ہے۔ اقامت کے صیغوں کے ساتھ آیا ہے عربی میں اقامت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کو اس کی تمام و کمال شرائط و حدود کے ساتھ انجام دیا جائے۔ محاورے میں کہتے ہیں :۔ اقام القوم سوقھم، اذا لم یعطلوھا عن البیع و الشراء۔ ایک شاعر اپنے مخصوص قدیم انداز تفاخر میں شکایت کرتا ہے:۔

اقمنا لاھل العراقین سوق الضراب تحاموا وولوا جمیعا

روایات میں ہے۔

اقامۃ الصلوٰۃ تمام الرکوع والسجود والتلاوۃ والخشوع والاقبال علیھا فیھا لہ	اقامت صلاۃ کے معنی رکوع وسجود اور تلاوت و خشوع کے حق کے نہایت کمل طریق پر سبکدوش ہونے اور صلاۃ کی غایت کی جانب اچھی طرح توجہ کرنے کے ہیں

یعنی ایک مسلمان کے لیے صرف اقامت الصلوٰۃ ہی کافی نہیں ہے، صلاۃ کی اغراض و غایات کی تکمیل بھی ضروری ہے۔ قران کہیں بھی رسمی صلاۃ اداکرنے کا حکم نہیں دیتا وہ تکمیل حدود کا خواست گار ہے اور صاف کہہ رہا ہے کہ بغیر اس تکمیل کے صلاۃ صلاۃ ہی نہیں۔

مد شیخ ابو القاسم حسین بن محمد بن الفضل الراغب لکھتے ہیں۔

کل موضع مدح اللہ تعالیٰ بفعل الصلاۃ اوحث علیہ ذُکر بلفظ الاقامۃ نحوُ وَ المقیمینَ الصلاۃ" و "اَ قیموا الصلاۃَ" وَ اَقامُوا الصَّلاۃ" ولم یقل المصلین الا فی المنافقین نحو قولہ فوَیلٌ لِلمُصَلِّینَ الَّذِینَ	جہاں کہیں اللہ تعالیٰ نے فعل صلاۃ کی تعریف کی ہے یا اس کی طرف رغبت دلائی ہے وہاں صلاۃ کا ذکر اقامت کے ساتھ ہے، مثلاً "نماز قائم کرنے والے۔ نماز قائم کرو۔ نماز قائم کی مُصلّی (نماز پڑھنے والے) صرف منافقوں کو کہا ہے، مثلاً حیف ان مصلیوں (نمازیوں)

هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ" و "لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى	جو اپنی نماز میں بھولتے ہیں۔ نماز پڑھتے بھی ہیں تو سستی دبے دلی کے ساتھ۔
وانما خص لفظ الاقامة تنبيها ان المقصود من فعلها توفية حقوقها وشرائطها لا الاتيان بهيأتها فقط ولهذا روى ان المصلين كثير والمقيمين لها قليل [2]	صلاۃ کے لیے اقامت کا لفظ خاص طور پر اس تنبیہ کے لیے کہ نماز پڑھنے کا مقصود یہ ہے کہ نماز کے حقوق و شروط پورے ہوں خالی نماز کی شکل مقصود نہیں اسی لیے روایت ہے کہ "نمازی تو بہت ہیں مگر نماز کے قائم کرنے والے تھوڑے ہیں [2]

— (۴) —

استعانت

استعانت بالصبر والصلاۃ | قرآن کریم نے اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ کا دو مقام پر حکم دیا ہے، استقلال و شکیبائی اور صلاۃ کے ذریعے مشکلات میں مدد مانگا کرو، یعنی ان چیزوں سے تمہیں اعانت ملیگی، تمہاری مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔ مہمات امور میں تمہیں انہی سے رجوع کرنا چاہیے۔

حدیث میں ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبه امر فزع الى الصلاة [3]	جب کوئی مہم پیش آتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ کی جانب رجوع فرماتے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے۔

انهما اى الصبر والصلوة معونتان على	استقلال اور صلاۃ، یہ دونوں نزول رحمت الہی میں۔

[1] رازی، تفسیر سورۂ یوسف [2] المفردات فی غرایب القرآن، طبع میمنیہ مصر۔

[2] ابوجعفر قال حدثنا عثمان بن سعید عن بشر بن عمارة عن ابی روق الضحاک عن ابن عباس ویقیمون الصلاة، قال اقامة الصلاة الخ

[3] ابوجعفر قال حدثنی اسمٰعیل بن موسیٰ انصاری قال حدثنا الحسین بن رتاق الهمدانی عن ابن جریج عن عکرمہ بن عمار عن محمد بن عبید بن ابی قدامة عن عبدالعزیز بن الیمان عن حذیفة قال الخ

رحمۃ اللہ۔ ؎ اعانت کیا کرتے ہیں۔

دوران تلاوت میں اس تاکیدی حکم پر بارہا تمہاری نظر پڑی ہوگی لیکن شاذ ہی کبھی یہ خیال آیا ہو کہ اس کا مدعا کیا ہے؟ صبر کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انسان کے پاس ایک چیز تھی، جاتی رہی اور وہ چپ ہو گیا کہ نہیں ہے تو نہ سہی۔

کھو گیا دل کھو گیا، ہوتا تو کیا ہوتا امیر جانے دو، اک بے وفا جاتا رہا جاتا رہا

صبر سے مراد یہ ہے کہ مافات پر غم اندوہ بے سود ہے، انسان کو ہر مشکل میں مستقل مزاج رہنا چاہیے اور کوشش ہونی چاہیے کہ جو چیز جاتی رہی پھر اس کا نعم البدل مل سکے، اور جب تک بہترین صورت میں تلافی نہ ہو جائے سلسلۂ سعی و تدبیر میں خلل نہ آنے پائے۔ اسی طرح صلاۃ سے بھی صرف ایک رسم کا پورا کر دینا مقصود نہیں ہے بلکہ خدا سے اپنے تعلقات کا تازہ کرنا اور موثرات دنیاوی سے کنارہ کش ہو کر نفس میں ایک اعلیٰ تصور قدسی پیدا کرنا مدنظر ہے۔ ظاہر ہے کہ یہی دونوں چیزیں انسانی زندگی کو کامیاب بنا سکتی ہیں۔ اور یہی کامیابی اسلام کی نظر میں ہے۔

(۵)

مدعائے نماز | صلاۃ کی غرض و غایت کیا ہے؟ قرآن کریم نے خود اس کی تشریح کی ہے۔

اتل ما أوحی الیک من الکتاب واقم الصلاۃ ان الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون۔	کتاب میں سے تم پر جو وحی اتری ہے اس کو پڑھو اور صلاۃ کو درست طریق پر ادا کرو حقیقت میں صلاۃ تمام بداخلاقیوں اور برائی سے روکتی ہے۔ اور اللہ کی یاد سب سے برتر ہے اللہ تمہاری کاری گری کو خوب جانتا ہے

الفحشاء والمنکر | فحشاء و المنکر سے کیا مراد ہے؟ اور ان چیزوں سے روکنے کے کیا معنی ہیں؟ اس کی یوں تفسیر کی گئی ہے

؎ ابو جعفر قال حدثنا القاسم قال حدثنا الحسین قال حدثنی الحجاج قال ابن جریج واستعینوا بالصبر والصلاۃ قال انھما

الفحشاء ما قبح من العمل کالزنا مثلاً و المنکر مالایعرف فی الشریعۃ ای تمنعہ عن معاصی اللہ وتبعدہ منھا، ومعنی نھیھا عن ذٰلک ان فعلھا یکون سبباً للانتھاء عنھما۔ ؎

جو قبیح کام ہوں جیسے حرام کاری۔ ان کو فحشاء کہتے ہیں، اور شرع اسلام نے جس چیز کی اجازت نہ دی ہو وہ منکر ہے، آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی نافرمانیوں سے انسان کو صلاۃ روکتی ہے اور گناہوں سے دور کر دیتی ہے، یعنی صلاۃ کا فعل یہ ہے کہ ان چیزوں سے باز رہنے کا وہ سبب ہوا کرتی ہے۔

یہی سبب ہے کہ ہم نے فحشاء کا ترجمہ بداخلاقی سے کیا ہے کہ لفظ جامع ہے۔

فحشاء و منکر سے روکنے کا طریق کیا ہے؟ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:۔

قال ابو العالیۃ فی قولہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر، قال: ان الصلوٰۃ فیھا ثلاث خصال، فکل صلاۃ لایکون فیھا شیٔ من ھذہ الخصال فلیست صلاۃ، الاخلاص، والخشیۃ، وذکر اللہ، فالاخلاص یامرہ بالمعروف، و الخشیۃ تنھاہ عن المنکر، و ذکر اللہ القرآن یامرہ وینھاہ (ج ۷، ص ۲۹۶)

صلاۃ فحشاء و منکر سے روکتی ہے اس کی تفسیر میں ابو العالیہ کا قول ہے کہ صلاۃ میں تین خصلتیں ہیں، ان میں سے اگر کوئی خصلت بھی کسی صلاۃ میں نہ ہو تو وہ صلاۃ ہی نہیں ہے۔ وہ خصلتیں یہ ہیں: خلوص، خوف خدا، یاد الٰہی؛ خلوص کا فعل یہ ہے کہ وہ مصلی کو نیک کام کا حکم دیتا ہے، خوف خدا اسے بدی سے روکتا ہے، اور یاد الٰہی (یعنی قرآن) کا فعل امر و نہی دونوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

فحشاء و منکر سے نہ روکنے والی نماز کس حکم میں ہے؟ امام رازی نے اس بارہ میں نہایت محققانہ جواب دیا ہے۔

؎ فتح البیان، طبع میری، ج ۷، ص ۱۶۱)

الصلاۃ الصحیحۃ شرعاً تنھی عن الامرین مطلقاً، وھی التی اتی بھا المکلف للّٰہ حتی لو قصد بھا الریاء لا تصح صلاتہ شرعا وتجب علیہ الاعادۃ (ج ۵ ص ۱۶۴)

اصول شریعت کی رو سے جو صلاۃ صحیح کہی جاسکتی ہے وہ ان دونوں امور فحشاء و منکر سے روکتی ہے یہ وہی صلاۃ ہے جو ایک عاقل و بالغ مسلم خدا کے لیے ادا کرے۔ اس باب میں یہاں تک تحدید کر دی گئی ہے کہ اوس صلاۃ سے اگر کسی کا مقصود نمائش و نمود ہو تو وہ صلاۃ شرعاً درست نہ ہوگی، اس کو دوبارہ ادا کرنا چاہیے۔

بدی سے کیا چیز روکتی ہے

بعض مفسرین کے ذوق تدقیق نے اس موقع پر ایک بات یہ بھی پیدا کی ہے کہ صلاۃ انسان کو فحشاء و منکر سے باز تو رکھتی ہے تاہم حقیقت میں یہ فعل صلاۃ کا نہیں ہے آیات قرانیہ کا ہے جن کی صلاۃ میں تلاوت کی جاتی ہے۔ اور پھر اس کی نسبت طویل بحثیں کی ہیں۔ لیکن ان سب کا ماحصل نزاع لفظی اور بحث مالاینفع سے زیادہ نہیں۔ حافظ ابن جریر نے خوب کہا ہے۔

الصواب عن القول فی ذٰلک ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کما قال ابن عباس وابن مسعود، فان قال قائل وکیف تنھی الصلوٰۃ عن الفحشاء والمنکر ان لم یکن معنیاً بھا ما یتلی فیھا؟ قیل تنھیٰ من کان فیھا فتحول بینہ وبین اتیان الفواحش لان شغلہ بھا یقطعہ عن الشغل بالمنکر ولذٰلک قال ابن مسعود: من لم یطع صلاتہ لم یزدد من اللہ الا بعداً وذٰلک ان طاعتہ

اس باب میں درست و صحیح قول یہی ہے کہ فحشاء و منکر سے صلاۃ ہی روکتی ہے، ابن عباس و ابن مسعود بھی اسی کے قائل ہیں، لیکن اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر وہ آیتیں مراد نہیں ہیں جو صلاۃ میں پڑھی جاتی ہیں تو پھر صلاۃ فحشاء و منکر سے کیوں کر روک سکتی ہے؟ جواب میں یہ کہا جائے گا کہ صلاۃ میں جو مشغول ہوگا صلاۃ اس کو روکے گی، یعنے اس کے اور فحشاء کے مابین یہ صلاۃ حائل ہو جائے گی۔ اس لیے کہ صلاۃ کا شغلہ مصلی کو شغل منکر سے منقطع کر دے گا، ابن مسعود نے اسی بنا پر کہا تھا کہ جس شخص نے اپنی صلاۃ کی اطاعت نہ کی

لها من دجر عن الفحشاء والمنکر... من اتی فاحشة او عصی اللہ بما یفسد صلاته فلاشك انه لا صلاة له (ج ۲، ص ۹۲)

اس سے بجز اس کے اور کوئی نفع نہ ہوا کہ جناب الٰہی سے اس کی جدائی اور بڑھ گئی، اور جو کچھ تقرب تھا اس میں کمی آگئی۔ سبب یہ ہے کہ صلاۃ کی اطاعت کرنے کے معنی ہی یہ ہیں کہ صلاۃ اس طرح ادا کی جائے کہ جتنے ارکان، حدود، شرائط اور لوازم صلوٰۃ ہیں سب کے سب ادا ہو جائیں۔ جب یہ حالت ہو گی اور اس طرح صلاۃ کی اطاعت کی جائے گی تو اس اطاعت میں لامحالہ فحشاء و منکر سے باز رہنے اور باز رکھنے کی خصوصیت ہو گی ..... اب اگر کسی نے فحشاء کا ارتکاب کیا یا خدا کی کوئی ایسی نافرمانی کی جس سے صلاۃ میں خلل آتا ہو تو اس کی صلاۃ بے شبہ صلاۃ نہ ہو گی۔

(۶)

حقیقت الصلوٰۃ | نماز کیا ہے؟ خدا کے ساتھ تعلقات بندگی کو تازہ کرنا اور قوائے بہیمیہ کے خلاف اپنے قوائے ملکوتیہ کو قوی رکھنے کی سعی ہے۔

دنیا کی جھوٹی ہستیاں جو اپنی شان و شوکت و جبروت و جلالت سے دلوں پر ایک طرح کے رعب کا نقش بٹھاتی ہیں، ان سے تبرّی و استغفار کر کے صفحۂ قلب سے نقش باطل کو دھو ڈالنا اور انسانی زندگی کو روحانی و مادی دونوں حیثیتوں سے بہترین نمونہ سعادت بنانے کے لیے حسن توفیق کا طلبگار رہنا، صلوٰۃ بندے کے لیے اللہ کی ایک معیت اور صحبت ہے۔ اگر اس کے تعلق کو صحبت و معیت کے لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے یہ معیت اول سے آخر تک قائم رہتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں صرف اللہ ہے اور اللہ کی یاد ہے۔ بندے اور اللہ کے مابین کوئی چیز حائل نہیں ہوتی:۔

ان الصلوٰۃ اولها لفظة اللهِ واخرها لفظة اللهِ فی قوله اشهد ان لا اله

نماز کی ابتداء "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ" پر اور انتہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ پر ہوتی ہے، یعنی اول میں بھی

الا اللہ لیعلم المصلی انہ من اول الصلوٰۃ الی اٰخرھا مع اللہ۔

اللہ ہی کا لفظ ہے اور آخر میں بھی۔ یہ اس لیے ہے کہ نمازی کو معلوم ہو جائے کہ نماز میں اول سے آخر تک وہ اللہ ہی کے ساتھ ہے۔

فان قال قائل: فقد بقی من الصلوٰۃ قولہ واشھد ان محمدا رسول اللہ والصلوٰۃ علی الرسول والتسلیم فنقول ھذہ الاشیاء دخلت لمعنی خارج عن ذات الصلوٰۃ، وذلک لان الصلوٰۃ ذکر اللہ لا غیر، لکن العبد اذا وصل بالصلوٰۃ الی اللہ وحصل مع اللہ لایقع فی قلبہ انہ استقل واستبد واستغنی عن الرسول (تفسیر کبیر ج ۵، ص ۱۶۵)

اگر یہ اعتراض ہو کہ نماز میں اشہد ان محمداً رسول اللہ، اور اللّٰھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم بھی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں اصل نماز کے معنی سے خارج ہیں۔ یہ ایک اوپری بات کے لیے داخل ہو گئی ہیں۔ سبب یہ ہے کہ نماز صرف اللہ کی یاد کا نام ہے اس کے علاوہ اور کوئی کچھ نہیں لیکن نماز کے ذریعہ بندہ جب اللہ تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ کی قربت اسے حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے دل میں یہ خطرہ نہ آنا چاہیے کہ رسول کی ہدایت سے میں آزاد ہو گیا، مستبد بن بیٹھا، اب میں تعلیمات رسالت سے بالکل ہی بے نیاز و مستغنی ہو گیا ہوں۔

اعوذ برب الناس من شر الوسواس الخناس۔

———(۷)———

ثمرات صلاۃ | صلاۃ کی مواظبت سے کیا بات حاصل ہوتی ہے؟ حدیث میں ہے۔

جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ان فلانا یصلی باللیل فاذا اصبح سرق، فقال: تفسنھاملول۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی کہ فلاں شخص رات کو صلاۃ میں مشغول رہتا ہے اور جب تڑکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے۔ انحضرت

علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو تم کہہ رہے ہو یعنی ادائے صلوٰۃ، یہی چیز اس کو اِس حرکت سے روک دے گی۔

یہ بات کیوں کر حاصل ہوتی ہے اور اس کا سبب کیا ہے؟ احادیث میں اس کی جو حقیقت مذکور ہے اور آثار و اخبار سے اس موضوع پر جو روشنی پڑتی ہے اس کا اقتباس یہ ہے۔

فی الصلاۃ منتھی و مزدجر عن معاصی اللہ۔	صلاۃ میں اللہ کی نافرمانیوں سے باز رکھنے اور روکنے کی صفت ہے۔
من لم تنھہ صلاتہ عن الفحشاء والمنکر لم یزدد بصلاتہ من اللہ الا بعدًا۔	جس شخص کو اس کی صلاۃ نے بے حیائی اور برائی سے نہ روکا وہ صلاۃ ادا کر کے اللہ سے اور بھی دور ہو گیا۔
قیل لابن مسعود: ان فلانًا کثیر الصلاۃ قال: فانھا لا تنفع الا من اطاعھا۔	عبداللہ بن مسعود سے ایک شخص کا تذکرہ ہوا کہ فلاں شخص بہت صلاۃ ادا کیا کرتا ہے۔ ابن مسعود نے کہا صلاۃ اس کو نفع دیتی ہے جو صلاۃ کی اطاعت کرے۔
من لم تامرہ صلاتہ بالمعروف و تنھہ عن المنکر لم یزدد بھا من اللہ الا بعدًا	نیکی کرنے اور برائی سے روکنے کے لیے جس کی صلاۃ حکم نہ دیتی ہو تو ایسی صلاۃ نے اللہ سے اور دوری بڑھائی
لا صلاۃ لمن لم یطع الصلاۃ وطاعۃ الصلاۃ ان تنھٰی عن الفحشاء والمنکر۔	جو صلاۃ کی اطاعت نہ کرے اس کی صلاۃ صلاۃ ہی نہیں۔ صلاۃ کی اطاعت یہ ہے کہ وہ انسان کو بد اخلاقی اور برائی سے روکے۔
قال قیل السفیان قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ؟ قال فقال سفیان: ای واللہ تامرہٗ و تنھاہٗ	سفیان ثوری سے پوچھا کہ قرآن کریم کی اس آیت سے کیا مراد ہے کہ کفار نے کہا، اے شعیب! کیا تیری صلاۃ تجھے حکم دیتی ہے؟

سفیان نے جواب دیا، ہاں، خدا کی قسم صلاۃ حکم بھی دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے۔

من صلی صلاۃ لم تنھہ عن الفحشاء والمنکر لم یزدد بہا من اللہ الا بعدًا۔

جس نے صلاۃ ادا کی مگر اس صلاۃ نے بداخلاقی اور برائی سے اس کو باز نہ رکھا تو جناب الٰہی سے قرب وتعلق کی جگہ اس کا اور فاصلہ بڑھ گیا۔

من لم تنھہ صلاتہ عن الفحشاء والمنکر فانہ لا یزداد من اللہ بذلک الا بعدًا۔

جس کی صلاۃ اس کو بداخلاقی، و برائی سے مانع نہ ہوی تو بجز اس کے کہ اس صلاۃ کے سبب اللہ سے اس کی دوری بڑھ جائے، اور کوئی فائدہ نہیں۔

معراج مومن | صلاۃ انسان کی زندگی کو پاک کرنے والی، شریفانہ سیرۃ بنانے والی، تہذیب نفس و تربیت ضمیر کی روح بڑھانے والی چیز ہے۔ یہی سبب ہے کہ اسلام نے ادائے صلاۃ پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور ہر جگہ اس کی اہمیت پر دنیا کو توجہ دلائی ہے، کسی قوم یا کسی فرد کی کامیاب زندگی کے لیے ان باتوں کی جیسی کچھ ضرورت ہے ظاہر ہے، قدرت نے مسلمانوں کو تمام دنیا پر حکومت کرنے اور ہر قسم کی روحانی و مادی ترقیات کا مجموعہ بنانے کے لیے پیدا کیا تھا۔ ترقی کا سب سے بڑا اور سب سے موثر ذریعہ سیرت اور کامل زندگی ہے، اور اس کی بہترین محرک صلاۃ ہے۔

جس صلاۃ کو تم ایک رسمی چیز سمجھ رہے ہو عہد قدیم کا ایک بیکار روبے سود رواج مانتے ہو، جس کے ادا کرنے میں تمہیں کیا کیا موانع پیش نہیں آتے، جسے پڑھتے بھی ہو تو:

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر

کا حال ہوتا ہے، وہی صلاۃ ایسی چیز تھی کہ اگر اس کی حقیقت پر تمہیں عبور ہوتا تو اس وقت تمہاری حالت بدلی ہوئی نظر آتی، اور تم یوں مقہور و مغلوب نہ ہوتے۔ کیوں کہ تم میں سے ہر فرد ایک ایسا اعلیٰ اور مکمل اخلاقی نمونہ رکھتا جو دنیا میں صرف عزت وعظمت، ہیبت وجبروت، حکومت و فرمانروائی اور طاقت و طاقت فرمائی ہی کے لیے ہے۔

کہ کار من چنیں بودے ارچناں بودے

غور کرو جو صلاۃ تم ادا کرتے ہو کیا یہ وہی صلاۃ ہے جس کی نسبت حضرت فاروق اعظم نے ایک بے خودانہ لہجے میں فرمایا تھا: لاحظ فی الحیاۃ وقد عجزت من اقامۃ الصلوٰۃ۔ (ادائے صلاۃ ہی کی استطاعت نہ رہی تو پھر زندگی میں کیا لطف رہا؟)

(۸)

صلاۃ وسطیٰ | ایک خاص صلاۃ کی تحقیق بھی اسی ذیل میں ضروری ہے جس کی تعیین و تحدید کا سوال ایک نہایت معرکۃ الارا مسئلہ بن گیا ہے، اور جس نے اصل صلاۃ کے متعلق عجیب عجیب مباحث پیدا کر دیے ہیں یعنی "صلاۃ وسطیٰ" جس کے لیے قرآن کریم نے خاص طور پر تاکید کی ہے:

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی — محافظت کرو صلاۃ کی اور علی الخصوص صلاۃ وسطیٰ کی۔

یہ کونسی نماز ہے | صلاۃ وسطیٰ کس صلاۃ کا نام ہے؟ علمائے تفسیر و حدیث کے متعدد قول اس باب میں ہیں۔

عصر | صلاۃ وسطیٰ عصر کی صلاۃ ہے، اس کی تائید میں ۶۹ حدیثیں مروی ہیں جن میں ایک خاص حدیث واقعہ احزاب کے متعلق ہے اور بقول حافظ ابو جعفر یہی حدیث تخصیص عصر کی علۃ العلل ہے۔

شغل المشرکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صلاۃ العصر حتی اصفرت او احمرت، فقال شغلونا عن الصلاۃ الوسطی ملأ اللہ اجوافہم وقبورہم نارا	مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ میں اتنا مشغول کر لیا کہ صلاۃ عصر ادا کرنے کی مہلت نہ ملی حتیٰ کہ آفتاب کا رنگ زرد یا سرخ ہو گیا (یعنی غروب آفتاب کا وقت آگیا) اس حالت میں آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا: اللہ ان کے سینے اور ان کی قبریں آگ سے بھر دے، انہوں نے ہم کو صلاۃ وسطیٰ سے روک رکھا۔

ظہر | صلاۃ وسطیٰ ظہر کی صلاۃ ہے، اس کی تائید میں ۲۶ حدیثیں مروی ہیں، جن میں

تخصیص ظہر کی علۃ العلل دو حدیثیں ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى الظهر بالهاجرة ولم يكن يصلى صلاة اشد على اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منها، قال: فنزلت حافظوا على الصلوات والصلوٰة الوسطىٰ، وقال ان قبلها صلاتين وبعدها صلاتين۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ ظہر دوپہر ڈھلتے ہی ادا فرماتے تھے، آپ جتنی نمازیں ادا فرماتے تھے اُن میں اس سے زیادہ اور کوئی صلاۃ صحابہ پر گراں نہ تھی، اسی بنا پر یہ آیت اتری کہ نمازوں کی اور نماز وسطیٰ کی محافظت کرو، راوی حدیث (زید بن ثابت) نے اسکے وسطیٰ ہونے کی یوں بھی توجیہ کی ہے کہ ظہر سے قبل و بعد دو دو نمازیں ہیں، پس ظہر وسط میں ہے۔

عشاء | صلاۃ وسطیٰ صلاۃ عشاء ہے۔ اس کی تائید میں خصوصیت کے ساتھ اس حدیث سے مدد لی جاتی ہے:

عن عثمان بن عفان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى العشاء الآخرة في جماعة كان كقيام نصف ليلة

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے صلاۃ عشا جماعت کے ساتھ ادا کی اس کی صلاۃ نصف شب تک کی عبادت سمجھی جائے گی۔

از روئے عقل اس کے وسطیٰ (درمیانی) ہونے کی یہ علت بھی بیان کی جاتی ہے:

انها متوسط بين صلاتين تقصران: المغرب والصبح (غرائب القرآن، ج ۲، ص ۳۶۵)

صلاۃ عشا، مغرب و فجر کی دونوں چھوٹی نمازوں کے مابین متوسط درجہ کی صلاۃ ہے۔

فجر | صلاۃ وسطیٰ صلاۃ فجر ہے۔ اس کی تائید میں ۱۷ حدیثیں مذکور ہیں، جن میں سے ایک خاص حدیث یہ ہے:

عن ابن عباس انه صلى صلاة الغداة
فى مسجد البصرة فقنت قبل الركوع، وقال:
هذه الصلاة الوسطى التى ذكرها الله
حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى
وقوموا لله قانتين۔

بصرہ کی مسجد میں عبداللہ بن عباس نے صبح کی نماز
ادا کی جس میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھی
اور فرمایا کہ صلاۃ وسطیٰ یہی ہے جس کی نسبت اللہ
تعالیٰ نے تذکرہ کیا ہے کہ نمازوں کی اور نماز وسطیٰ
کی محافظت کرو اور اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوئے کھڑے رہو۔

حافظ ابن جریر لکھتے ہیں :-

وعلة من قال هذه المقالة ان الله
تعالى ذكره قال:- حافظوا على الصلوات
والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين۔
قال فلا صلاة مكتوبة من الصلوات
الخمس فيها قنوت سوى صلاة الصبح
فعلم بذلك انها هى دون غيرها (ج ۲، ص ۳۵۰)

جن لوگوں کا قول ہے کہ صلاۃ وسطیٰ فجر کی نماز ہے
وہ اس بنا پر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ "نمازوں اور نماز وسطیٰ کی حفاظت کرو" اور
اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوئے کھڑے رہو"۔ پس وہ کھڑے
ہونے کے معنی عبادت کرنے اور قنوت کرنے کا مطلب
نماز میں دعائے قنوت پڑھنا سمجھتے ہیں اور صلاۃ پنج
گانہ میں صلاۃ فجر کے علاوہ کوئی ایسی صلاۃ نہیں جس میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہو لہذا معلوم ہوا
کہ صلاۃ وسطیٰ جس کے ساتھ قنوت کی شرط ہے فجر ہی کی نماز ہے کوئی اور نماز نہیں۔

پانچ میں ایک (د) صلاۃ وسطیٰ یہ تو معلوم نہیں کہ کون سی صلاۃ ہے مگر ہے انہی پانچوں نمازوں میں سے کوئی
ایک، اس کی تائید میں تین حدیثیں روایت کی گئی ہیں، جن میں دو یہ ہیں:

كنا عند نافع ومعنا رجاء بن حياة،
فقال لنا رجاء سلوا نافعا عن
الصلوة الوسطى فسألناه، فقال قد

ہم لوگ نافع کے پاس بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ رجاء
بن حیاۃ بھی تھے۔ رجاء نے کہا کہ نافع سے پوچھو
کہ صلاۃ وسطیٰ کون سی صلاۃ ہے؟ چنانچہ ہم نے ان

سأل عنها عبداللہ بن عمر رجل فقال هي فيهن فحافظوا عليهن كلهن — سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ عبداللہ بن عمر سے بھی ایک شخص نے یہی سوال کیا تھا، جواب میں ابن عمر نے فرمایا کہ انہی پانچ نمازوں میں ایک نماز یہ بھی ہے، پس تم سب کی محافظت کرو۔

دوسری حدیث میں ہے:۔

عن ابی قطیعہ قال فسألت الربیع بن خیثم عن الصلوٰۃ الوسطیٰ، قال: أرأیت ان علمتها وکنت محافظا علیها ومضیعا سائرھن ؟ قلت لا، فقال فانك ان حافظت علیهن فقد حافظت علیها — ابو قطیعہ کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن خیثم سے صلاۃ وسطیٰ کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے کہا اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے تو کیا صرف اسی ایک نماز کی محافظت کرو گے اور بقیہ نمازیں چھوڑ دو گے ؟ میں نے کہا نہیں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ اگر تم نے ان سب نمازوں کی محافظت کی تو اس کی محافظت بھی کر لی۔

پنجگانہ | صلاۃ وسطیٰ ان پانچوں صلاتوں کے مجموعہ ہی کا نام ہے اس کی تائید میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے:۔

ان الوسطیٰ مجموع الصلوٰت الخمس فان الایمان بضع وسبعون درجة اعلاھا شھادة ان لا الہ الا اللہ وادناھا اماطة الاذی عن الطریق والصلوٰت المکتوبة واسطة بین الطرفین۔ (عرائب القرآن ج ۲ ص ۲۹۳) — حقیقت میں نماز وسطیٰ سے مراد اوقات پنجگانہ کی نمازوں کا مجموعہ ہے، اس لیے کہ حسب روایت صحیحہ ایمان کے کچھ اوپر ستر درجے ہیں جن میں اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی معبود کے نہونے کی شہادت دیجائے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ راستے اذیت کی چیزیں ہٹا دی جائیں نماز فرض مکتوبہ درجات دونوں کے درمیان ہے اور یہ ان دونوں کناروں کے لیے باہم ملنے کی جگہ ہے یہی وسط ہے۔

(۹)

وسطیٰ کے معنی | صلاۃ وسطی میں لفظ وسطیٰ کے معنی کیا ہیں؟ علمائے لغت و محققین ادبیات کا بیان ہے:

الوسطی تانیث الاوسط واوسط الشیٔ ووسطہ خیارہ، ومنہ قولہ تعالیٰ وکذٰلک جعلناکم امۃ وسطاً۔ وسط فلان القوم یسطھم ای صار فی وسطھم ولیست من الوسط الذی معناہ متوسطۃ بین شیئین لان فعلیٰ معناھا التفضیل الا ما یقبل الزیادۃ والنقص والوسط بمعنی العدل والخیار یقبلھا، بخلاف التوسط بین الشیئین فانہ لایقبلھا فلا یبنیٰ منہ افعل التفضیل۔ (فتح البیان ج ۱، ص ۳۱۵)

وسطیٰ لفظ اوسط کا صیغہ مونث ہے محاورے میں کہتے ہیں اوسط الشیٔ ووسط الشیٔ (کسی شے کا اوسط اور اس کا وسط) اور اس سے مراد لیتے ہیں خیار الشیٔ (بہترین چیز) اوسط وسط سے تو مشتق ہے مگر اس وسط سے مشتق نہیں ہے جس کے معنی دو چیزوں کے درمیانی حصے کے آتے ہیں۔ اس لیے کہ فُعْلیٰ جس کے وزن پر "وسطیٰ" کا لفظ ہے اس کے معنی تفضیل یعنی زیادتی کے ہیں اور تفضیل کے لیے وہی لفظ لائیں گے جو زیادتی وکمی دونوں حیثیتوں کو قبول کر سکتا ہو، وسط جس کے معنی معتدل اور بہتر کے ہیں، ان دونوں (یعنی زیادتی وکمی) کی قابلیت رکھتا ہے (یعنی بصورت زیادت اعتدال بہتری اور بحالت نقص بے اعتدالی وبدتری کی گنجائش بھی اس میں نکل سکتی ہے) بخلاف اس توسط کے جس سے دو چیزوں کا درمیانی حصہ مراد ہو، کیوں کہ اس میں دوسرا پہلو آ سکتا ہی نہیں لہٰذا صیغۂ افعل التفضیل اس سے بہر نہیں بنا سکتے

یعنی جن روایتوں کی بنا پر صلاۃ وسطیٰ کے لیے اوقات پنج گانہ میں سے کسی ایسی صلاۃ کی تحدید کی جاتی ہے جو تمام نمازوں کے درمیان واقع ہو، یہ تخیل ہی تخیل ہے۔ وسطیٰ کے یہ معنی ہی نہیں ہیں اس تحقیق کی تائید میں کہا گیا ہے کہ واو العطف تقتضی المغایرۃ (واو عطف کا

اقتضا یہ ہے کہ معطوف و معطوف علیہ دونوں دو علٰحدہ چیزیں ہیں، پس حافظوا علی الصلوات والصلاۃ الوسطی میں واو عطف موجود ہے، لہٰذا الصلوٰۃ سے جو نمازیں مراد ہیں، ان کی ذیل میں صلاۃ وسطیٰ کیوں کر آسکتی ہے؟ لامحالہ اسے کوئی دوسری نماز فرض کرنا پڑے گا۔

یہ شبہہ اگر صحیح ہے تو وہ روایتیں جو اوقات پنجگانہ کی نمازوں میں سے کسی ایک نماز کو وسطیٰ بتا رہی ہیں، یقیناً غلط ماننی پڑیں گی صلاۃ وسطیٰ کو فرائض خمسہ کے علاوہ ایک دوسری صلاۃ ماننا ہوگا اور تحقیق و بحث کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

لیکن اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہر واو کو واو عطف مان لینا ہی غلط ہے واؤ کی ایک قسم واو زائد بھی ہے جس کی متعدد مثالیں خود قرآن کریم میں موجود ہیں۔ مثلاً۔ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ۔ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔

خود عطف میں بھی جہاں ایک قسم عطفِ وصفی کی ہے جس میں معطوف و معطوف علیہ میں مغائرت ضروری ہے وہاں ایک دوسری قسم عطفِ ذاتی کی بھی ہے جسے اس تفریق سے کچھ سروکار نہیں آیتوں میں عطفِ ذاتی کی بکثرت نظیریں وارد ہیں، مثلاً وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى، الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى، وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى۔

ان مثالوں میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں ہے جسے مغائرت کے ثبوت میں پیش کر سکیں۔ یہ سب عدم مغائرت کے لیے ہیں۔

عرب کا ایک قدیم شعر ہے۔

الی الملک القرم وابن الھمام   ولیث الکتیبۃ فی المزدحم

یہاں کہیں بھی مغایرت نہیں ہے سے:

ابن ابی داؤد ایادی کے مشہور قصیدہ میں ہے:

سلط الموت والمنون علیھم   فلھم فی صدی المقابر ھام

موت اور منون کے درمیان واو عطف سے تفریق کی ہے لیکن معنی دونوں کے ایک ہیں۔

ارض حیرہ کا نامور شاعر اور نعمان بن منذر کا سرپرست عدی بن زید عبادی ایک قصیدے میں کہتا ہے:

فقدمت الادیم الراھشیہ   فالفیٰ قولھا کذبا ومینا

"کذب" اور مین دونوں ایک ہی چیزیں ہیں۔

فارسی میں بھی یہی قاعدہ ہے، فردوسی کا شعر ہے:۔

وراز جوے خلاش ہنگام آب   بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب

انگبیں اور شہد دونوں دو چیزیں نہیں ہیں۔

سیبویہ کا قول ہے۔

یجوز قول القائل مررت باخیك وصاحبك، ویکون الصاحب ھو الاخ نفسہٗ

یہ کہنا جائز و درست ہے کہ میں تیرے بھائی اور تیرے رفیق کے پاس سے گذرا، خواہ جس کو رفیق کہا گیا ہو وہی بھائی ہو، یعنی دونوں ایک ہوں، دو نہوں۔

(۱۰)

قنوت کے کیا معنی ہیں؟ اس مسئلہ میں بھی متعدد اقوال ہیں:۔

سکوت | قُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِیۡنَ میں قنوت کے معنی سکوت و خاموشی کے ہیں، اس باب میں دو حدیثیں مروی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

عن ابن مسعود، قال: كنا نقوم في الصلاة فنتكلم ويسأل الرجل صاحبه عن حاجته ويخبره ويردون عليه اذا سلم، حتى اتيت انا فسلمت فلم يردوا علي السلام فاشتد ذلك علي فلما قضى النبي صلى الله عليه وسلم قال: انه لم يمنعني ان ارد عليك السلام الا انا امرنا ان نقوم قانتين لا نتكلم في الصلاة، والقنوت السكوت

ہم لوگ صلاۃ میں باتیں کیا کرتے تھے، لوگ اپنے ساتھی سے اپنی حاجت کے متعلق سوال کرتے اور وہ انھیں جواب دیتا، اور سلام کرنے والے کو اسکے سلام کا جواب دیا جاتا یہی کیفیت روزمرہ تھی کہ ایک مرتبہ میں حاضر ہوا، نماز ہو رہی تھی، میں نے سلام کیا جواب نہ ملا مجھ پر یہ واقعہ بہت ہی گراں گزرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: جواب سلام سے مجھے صرف اس بات نے روکا کہ ہمیں حکم ہوا ہے کہ قنوت کے ساتھ عبادت کریں، صلاۃ میں نہ بولیں“ پس قنوت کے معنی خاموشی کے ہیں۔

خشوع | قنوت کے معنی خشوع وخضوع کے ہیں۔ اس باب میں پانچ حدیثیں مروی ہیں جن میں ایک یہ ہے

ان من القنوت الخشوع وطول الركوع وغض البصر وخفض الجناح من هيبة الله كان العلماء اذا قام احدهم يصلي يهاب الرحمان ان يلتفت او ان يقلب الحصى او لعبث بشيء او يحدث نفسه بشيء من امر الدنيا الا ناسيا

قنوت کے ذیل میں خشوع، طول رکوع، نظر نیچی رکھنی، اللہ کے خوف سے متواضع رہنا، یہ سب باتیں داخل ہیں علمائے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو اللہ کی اتنی ہیبت اس پر چھا جاتی کہ نہ ادھر ادھر التفات کرتا نہ کنکریاں الٹتا پلٹتا نہ کوئی بیکار شغل کرتا نہ دنیا کی کسی بات کو جی میں لاتا اور اگر لاتا تو بھولے سے لاتا۔

دعائے قنوت | قنوت سے مراد دعاے قنوت ہے۔ اس کی تائید میں ابن عباس کی روایت پہلے نقل ہو چکی ہے۔

اطاعت | قنوت کے معنی اطاعت کے ہیں۔ اس باب میں ۲۴ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے اکثر کے راوی ثقہ ہیں، اور ادبیات عرب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، حافظ ابن جریر لکھتے ہیں

اولی ھذہ الاقوال بالصواب فی تاویلہ مطیعین، وذلک ان اصل القنوت الطاعۃ، وقد تکون الطاعۃ للہ فی الصلوٰۃ بالسکوت عما نھی اللہ من الکلام فیھا، ولذلک وجہ من وجہ تاویل القنوت فی ھذا الموضع الی السکوت فی الصلوٰۃ احد المعانی التی فرضھا اللہ علی عبادہ فیھا الا عن قرأۃ قرآن او ذکر لہ بما ھو اھلہ ..... وقد تکون الطاعۃ للہ فیھا بالخشوع و خفض الجناح واطالۃ القیام وبالدعاء لان کلا غیر خارج من احد معنیین من ان یکون مما امر بہ المصلی او مما ندب الیہ والعبد بکل ذلک للہ مطیع وھو لربہ فیہ

"اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوئے عبادت کرو" اس کی تفسیر میں جو اقوال مذکور ہیں ان میں سے زیادہ درست اور بہتر یہ تاویل ہے کہ قنوت کرنے کے معنی اطاعت کرنے کے ہیں۔ سبب یہ ہے کہ قنوت اصل لغت میں اطاعت و فرمانبرداری ہی کے لیے موضوع ہے، صلاۃ میں اللہ کی اطاعت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ خاموش رہے، جن باتوں میں اللہ نے گفتگو کرنے کی ممانعت کی ہے ان میں کلام نہ کرے، آیت میں جو لوگ قنوت کے معنی سکوت لیتے ہیں اس تاویل کی ایک شکل وہ بھی ہے۔ اللہ نے بحالت صلاۃ بندوں پر سکوت بھی فرض ٹھیرایا ہے۔۔ البتہ قراءت قرآن یا وہ اذکار جو اللہ کے شایان شان ہیں اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں ...... صلاۃ میں اطاعت الٰہی کی ایک دوسری صورت خشوع وخضوع وطول و قیام و دعا بھی ہے۔ یہ تمام چیزیں دو باتوں سے

قانت والقنوت اصله الطاعة لله ثم يستعمل في كل ما اطاع الله العبد... فتاويل الاية اذا حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله فيها مطيعين...... غير عاصين لله فيها بتضييع حدودها والتفريط في الواجب عليكم فيها او في غيرها من فرائض الله۔ (ج ۲، ص ۳۵۴)

خالی نہیں۔ یا تو مصلی کو اس کا حکم ملا ہے یا اس کو مستحب ٹھیرایا گیا ہے، دونوں حالتوں کی اطاعت میں بندہ اللہ کی اطاعت اور قنوت کرنے والا سمجھا جائیگا۔ قنوت کی حقیقت بھی اللہ کی اطاعت ہے بعد کو ان تمام اشکال کو بھی قنوت کہنے لگے جن کے ذریعے اللہ کی اطاعت کی جائے......

اس صورت میں آیت کی تفسیر یہ ہوئی کہ نمازوں کی اور نماز وسطی کی حفاظت کرو اور ان عبادتوں میں اللہ کی اطاعت کیا کرو...... حدود طاعت کو تلف کرکے نافرمان نہ ہو نمازوں میں اور دوسرے فرائض و واجبات میں جو امور اللہ نے تم پر لازم ٹھیرائے ہیں ان میں کمی نہ ہونے دو۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

وعن مجاهد قال من القنوت الركوع والخشوع وطول القيام وغض البصر وخفض الجناح والرهبة لله۔ (۱۳۸)

مجاہد سے روایت ہے کہ آیت میں قنوت سے مراد رکوع بھی ہے، خشوع بھی ہے، طول قیام بھی ہے، چشم پوشی اور نیچی نظر رکھنا بھی ہے، تواضع بھی ہے، اور خوف خدا بھی۔

پھر قنوت کے معنی میں سکوت کو ترجیح دی ہے اور یہ بھی تشریح کی ہے کہ نماز میں سکوت عن کلام الناس مقصود ہے مطلق سکوت مقصود نہیں لان الصلوٰۃ لا صمت فیہا بل جمیعہا قراٰن وذکر (نماز میں خاموشی کیسی؟ اس میں تو تمام تر قرآن ہی قرآن ہے اللہ ہی کی یاد ہے)۔

(۱۱)

مہمات صلاۃ حقیقت یہ ہے کہ صلاۃ میں سب سے بڑی مہم اطمینانِ قلب و حضور نفس و خشوع طبیعت و خضوع جوارح ہے کہ انسان اپنے تمام اعضاء اور تمام قوی و جذبات سے اللہ کی جانب متوجہ ہو جائے، اور جس

اغراض کے لیے صلاۃ کی تاکید کی گئی ہے ان کو نہایت کمل طریق پر بجالائے، حدیث میں ہے:

خمس صلوٰت افترضهن الله تعالیٰ من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن و اتم رکوعهن وخشوعهن کان له علی الله عهد ان یغفر له ومن لم یفعل فلیس له علی الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه۔

اللہ نے پانچ نمازیں فرض ٹھیرائی ہیں، جس نے اچھی طرح وضو کیا، وقت پر نماز پڑھی اور کامل طریق پر رکوع وخشوع کے حقوق سے ادا ہوا تو اللہ کا وعدہ ہے کہ ضرور اس کی مغفرت ہوگی لیکن جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی وعدہ نہیں، چاہے اللہ اس کو بخش دے اور چاہے عذاب میں ڈالے۔

تکمیل صلاۃ | یہی وہ صلاۃ ہے جسے کامل طریق پر ادا نہ ہوتے دیکھکر ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوکتے رہے۔ اس نے کئی مرتبہ نماز پڑھی مگر ہر مرتبہ آنحضرت علیہ السلام نے یہی ارشاد فرمایا: قم فصل فانك لم تصل (اٹھو اور پھر نماز پڑھو، اس لیے کہ جو نماز تم نے پڑھی ہے وہ نماز ہی نہ تھی ۔ رواہ البخاری ومسلم عن ابی هریرة۔ قال: ان رجلا دخل المسجد ورسول الله صلی الله علیه وسلم جالس...)

حد تکمیل | وہ نماز جو انسان میں ایک ذرہ برابر اشراق و نورانیت نہ پیدا کرسکے، وہ خواہ کسی وقت کی نماز ہو۔ مگر اس میں صلاۃ وسطیٰ کا درجہ کیونکر آسکتا ہے؟ روزمرہ جو نمازیں فرض ہیں یہی صلاۃ وسطیٰ بھی ہیں بشرطیکہ ہر ایک شرط کی تکمیل پر نظر ہو، صلاۃ کے اغراض و مقاصد ان سے حاصل ہوسکیں، قلب میں طہارت پیدا ہو، لبوں میں نورانیت کا ظہور رہو، روحانیت بڑھے، نفس میں تہذیب کے خصائل بلند ہوں، اور انسان اس قابل ہوسکے کہ جب نماز پڑھے تو ملکوت السموٰت والارض کے اسرار اس پر افشا ہوجائیں: لو کشف الغطاء لما ازددت یقیناً (قدرت کے تمام پردے اگر کھل جائیں جب بھی میرا یقین اس درجہ بلند ہے کہ اس میں کوئی اضافہ نہ ہوسکے گا۔ علمائے حقیقت لکھتے ہیں:

القلب هو الذی فی وسط الانسان بین الروح والجسد فکانه قیل: حافظوا علیٰ صورة الصلوٰت بشرائطها حافظوا علیٰ معانی الصلوات بحقائقها بدوام شهود القلب للرب صلاة وبعدها (نیسابوری، ج ۲، ص ۳۶۵)

قلب وہ چیز ہے جو شرف مرتبت و شرف محل، ہر حیثیت سے انسان کے وسط جسم میں واقع ہے یہ روح اور جسم میں ٹھیک درمیان کی حالت رکھتا ہے، گویا صلاۃ وسطیٰ کی محافظت کا حکم دیتے ہوئے یہ کہا گیا کہ صورت صلاۃ کی محافظت کرو شرائط صلوٰۃ کی محافظت کرو، معانی و اغراض صلاۃ کی محافظت کرو حقیقت و حکمت صلاۃ کی محافظت کرو، اور یہ محافظت اس طرح کرو کہ صلاۃ میں اور صلاۃ کے بعد ہر حالت میں قلب کو بطریق دوام و استمرار پروردگار عالم کا شہود حاصل رہے۔

صلاۃ وسطیٰ وہی نماز ہوگی جو فضل و شرف میں سب پر فائق ہو ایسی نماز جو دینی و دنیوی ہر قسم کی ترقیوں کی بہترین تحریک اپنے اندر رکھتی ہو، اس کی فضیلت میں کیا کلام ہوسکتا ہے؟ یہی نمازیں ہیں جن کو قرآن کریم کی اصطلاح میں وسطیٰ کا لقب دیا گیا اور ان کی محافظت کی تاکید کی گئی تاکہ انسان اس طریق پر زمانہ بھر کی نعمتوں اور برکتوں کا احاطہ کرسکے، اس کے تفوق کی سارے عالم پر حکومت ہو

(۱۲)

اس تمام مذکور کا ماحصل یہ ہے :-

۱۔ صلاۃ و اجزائے صلاۃ سے محض خشوع و خضوع و طہارت نفس مقصود ہے۔

۲۔ صلاۃ وہی ہے جو اپنے اندر معنویت رکھتی ہو ایسی صلاۃ سے انسان کی ہر مشکل آسان ہوسکتی ہے۔

۳۔ صلاۃ کا مفاد یہ ہے کہ فواحش و منکرات سے روکے اور انسان کی زندگی کو پاک اور

ستھرا بنائے۔

۴۔ مواظبت صلاۃ سے انسان درست ہوتا ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں تقرب بڑھتا ہے اور اس درجہ بڑھتا ہے کہ دنیا کی تمام جھوٹی ہستیاں ہیچ نظر آنے لگتی ہیں۔

۵۔ وہ صلاۃ جو ان اوصاف کی جامع ہو، شریعت کی اصطلاح میں وہی صلاۃ وسطیٰ ہے۔ حدیثوں پر تدبر کرو، جب کسی صلاۃ کا وقت نہ رہا تو یہی شکایت ہوئی کہ صلوٰۃ وسطیٰ جاتی رہی، یعنی اب وقت میں اتنی گنجائش باقی نہیں کہ تمام حدود و شرائط کے ساتھ یہ صلاۃ ادا کی جاسکے جس صلاۃ میں لوگوں نے شان فضیلت دیکھی اسی کو وسطیٰ سمجھ لیا کہ تعمیم صلاۃ میں تخصیص فضیلت صلاۃ وسطیٰ ہی کے لیے ہے۔

٦۔ صلاۃ وسطیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ معتدل ہو، اس لیے مغرب و ظہر و عشاء وغیرہ نمازوں کو وسطیٰ کہنے لگے تھے۔

۷۔ صلاۃ وسطیٰ کے لیے دعائے قنوت مشروط نہیں ہے، قنوت البتہ مشروط ہے جس کے معنی خضوع و سکوت کے ہیں۔

۸۔ صلاۃ وسطیٰ کے لیے وسط میں ہونا ضروری ہے کہ افراط و تفریط نہ ہونے پائے (یعنی اول وقت اور آخر وقت کے درمیان متوسط وقت میں پڑھی جائے) تمام نمازوں کے وسط میں ہونا ضروری نہیں، اور نہ یہ ضروری ہے کہ اوقات خمسہ کے علاوہ یہ کوئی مستقل اور جداگانہ صلاۃ ہو،

۹۔ صلاۃ وسطیٰ کی محافظت لازم ہے، نہ اس لیے کہ ایک رسم پوری ہو بلکہ اس لیے کہ ان میں مواظبت صلاۃ سے وہ خصوصیت پیدا ہو کہ سارے جہان کو چھائے اور ہر جگہ اسی کی حکومت ہو۔

بہ یک سجود سماوات را کند تسخیر   بدیں مثابہ حضور نماز میخواہم

(۱۳)

حدیثیں مقدس ہیں، اجتہاد صحابہ محترم ہے، تعامل سلف صالح مطاع ہے، اور احداث فی الدین

بہرحال بدعت ہے،" اعاذنا اللہ منہا۔ صلاۃ وسطیٰ کی تفسیر میں جو احادیث و آثار ہیں وہ سب ناقابلِ انکار ہیں مگر انھیں میں ایک وہ مذہب بھی ہے جس کی تحقیق ابھی آپ سُن چکے، جامع صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی، باب حافظوا علی الصلاتُ والصلوٰۃ الوسطیٰ کی تشریح فرماتے ہیں کہ الوسطیٰ هی تانیث الاوسط والاوسط الاعدل من کل شیٔ (ج ۸۔ ص ۱۳۲ طبع خیریۃ مصر ۱۳۲۵)

حافظ دمیاطی نے اپنی مشہور تالیف کشف الغطا عن الصلاۃ الوسطیٰ میں صلاۃ وسطیٰ کے متعلق انیس مذاہب بیان کئے ہیں ص ۱۳۵ جن میں پانچویں مذہب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

هو اخر ما صححه ابن ابی حاتم اخرجه ایضاً باسنادٍ حسنٍ عن نافعٍ قال سئل ابن عمر فقال هو کلهن فحافظوا علیهن وبه قال معاذ بن جبل واحتج له بان قوله حافظوا علی الصلوٰۃ یتناول الفرایض والنوافل فعطف علیه الوسطی واريد بها کل الفرایض تاكيداً لها، واختار هذا القول ابن عبد البر (ص ۱۳۶)

یعنی یہ وہ مذہب ہے جس کی تصحیح ابن ابی حاتم نے سب کے آخر میں کی ہے اور باصطلاح محدثین اسنادِ حسن کے ساتھ نافع سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ سے صلاۃ وسطیٰ کی نسبت دریافت کیا گیا انھوں نے جواب دیا کہ پانچوں فریضے وسطیٰ ہیں، ان سب کی حفاظت کرو، معاذ بن جبلؓ کا بھی یہی قول ہے ابن ابی حاتم نے استدلال کیا ہے کہ "نمازوں کی حفاظت کرو" یہ فرائض و نوافل سب پر شامل ہے۔ وسطیٰ اس پر معطوف ہے جس سے تمام فرائض مراد ہیں۔ اور یہ تاکید کے لئے ہے۔ حافظ ابن عبد البر بھی اسی کو قول مختار کہتے ہیں۔

آخر میں یہ بھی عرض کرنا ہے کہ حفظ صلاۃ کی تاکید میں حفظ سے مراد تفقّد و تعہّد و رعایت حدود و مراعاتِ اوقات وارکان قیام علیٰ اغایت ما یکون ہے۔